نحن انصار اللہ

جنوری تا اپریل ۲۰۲۱ء ، جمادی الاول تا شعبان ۱۴۴۲ء ، جلد ۲۲ شمارہ نمبر ۱

وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ

صلى الله عليه وسلم

إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما

مجلس انصار اللہ کینیڈا

دلبر مرا یہی ہے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالورٰی یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجٰی یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

ہم تھے دِلوں کے اندھے سَو سَو دِلوں پہ پھندے
پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبٰی یہی ہے

(درثمین)

مجلس انصاراللہ کینیڈا

نحنُ انصاراللہ

مجلس انصاراللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

جنوری تا اپریل 2021ء - جمادی الاول 1442 تا شعبان 1442 ، جلد 22 ، شمارہ نمبر1

فہرست مضامین

نگران

عبدالحمید وڑائچ
صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

ناصر محمود احمد
نائب صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا

مدیر

مولانا غلام مصباح بلوچ
نائب صدر صفِ دوم مجلس انصاراللہ کینیڈا

معاون مدیران

عاطف وقاص پاشا، لیاقت علی

تزئین و زیبائش

فخر چغتائی، کاشف بن ارشد

مینیجر

کاشف بن ارشد

بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر

ISSN 2560-886X (Print)
ISSN 2560-8878 (Online)

رابطہ

ishaat@ansar.com
Tel: 905-417-1800
https://www.ansar.ca/nahnu-ansarullah

قرآن مجید

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۷﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۸﴾

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رُسواکُن عذاب تیار کیا ہے۔

(سورۃ الاحزاب۔ آیت 57 تا 58)

حدیثِ نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ " مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ، فَأَنْبَتَتِ الْكَلأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ، فَنَفَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ، فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لاَ تُمْسِكُ مَاءً، وَلاَ تُنْبِتُ كَلأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقِهَ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ، فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ "

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے جو زمین پر (خوب) برسے۔ بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت بہت سبزہ اور گھاس اگاتی ہے اور بعض زمین جو سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں۔ اور کچھ زمین کے بعض خطوں پر پانی پڑتا ہے جو بالکل چٹیل میدان ہوتے ہیں۔ نہ پانی روکتے ہیں اور نہ ہی سبزہ اگاتے ہیں۔ تو یہ اس شخص کی مثال ہے جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور نفع دے، اس کو وہ چیز جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں۔ اس نے علم دین سیکھا اور سکھایا اور اس شخص کی مثال جس نے سر نہیں اٹھایا (یعنی توجہ نہیں کی) اور جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا۔

(بخاری کتاب العلم باب فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت

(کلام شیریں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام)
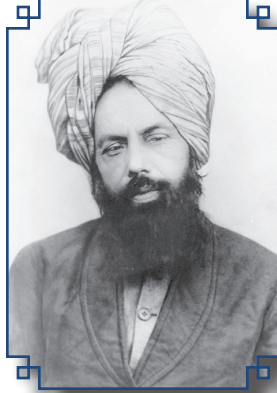
"اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوانح کو دو حصوں پر منقسم کر دیا۔ ایک حصہ دکھوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا اور دوسرا حصہ فتحیابی کا۔ تا مصیبتوں کے وقت میں وہ خلق ظاہر ہوں جو مصیبتوں کے وقت ظاہر ہوا کرتے ہیں اور فتح اور اقتدار کے وقت میں وہ خلق ثابت ہوں جو بغیر اقتدار کے ثابت نہیں ہوتے۔ سو ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں قسم کے اخلاق دونوں زمانوں اور دونوں حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضاحت سے ثابت ہوگئے۔ چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں شامل حال رہا، اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہییں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارا کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔

اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ، تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انھی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا، ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابو پاکر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقتاً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے پرانے دشمنوں کے کینے یکلخت دور ہوگئے ....."

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 447،448)

اقتباس حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

”پس جہاں ایسے وقت میں جب آنحضرت ﷺ کے خلاف ایک طوفان بد تمیزی مچا ہوا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر دُرود بھیجتے ہوں گے، بھیج رہے ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے جنھوں نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلہ اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود صدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت ﷺ کی ذات سے ہونا چاہیے اور آپؐ کی آل سے ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بھی عقل دے، سمجھ دے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کو پہچانیں اور آنحضرت ﷺ کے اس روحانی فرزند کی جماعت میں شامل ہوں جو صلح، امن اور محبت کی فضا کو دوبارہ دنیا میں پیدا کر کے آنحضرت ﷺ کے مقام کو بلند کر رہا ہے ..... پس آج ہر احمدی کی ذمہ داری ہے، بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جس نے اس زمانہ کے امام کو پہچانا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی محبت کے جذبے کی وجہ سے بہت زیادہ دُرود پڑھیں، دعائیں کریں، اپنے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو تباہی سے بچا لے۔

آنحضرت ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی دعاؤں میں امت مسلمہ کو بہت جگہ دیں۔ غیروں کے بھی ارادے ٹھیک نہیں ہیں، ابھی پتہ نہیں کن کن مزید مشکلوں اور ابتلاؤں میں اور مصیبتوں میں ان لوگوں نے گرفتار ہونا ہے اور ان مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑنا ہے اور کیا کیا منصوبے ان کے خلاف ہو رہے ہیں۔ اللہ ہی رحم کرے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 فروری 2006ء ۔ خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 115،116)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چالیس حدیثیں

(از حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ)

”..... ایک دفعہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح اول حضرت مولوی حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ نے اپنے شفاخانہ میں فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی چالیس حدیثیں ایسی ہیں جو زبانی مجھ تک پہنچی ہیں، آؤ میں تمھیں سناؤں تاکہ تمھیں بھی یہ فخر حاصل ہو کہ تم تک آنحضرت ﷺ کی یہ چالیس حدیثیں بغیر کسی جگہ اتصال کے ٹوٹنے کے اور بغیر کسی کتاب میں پڑھنے کے زبانی پہنچی ہیں۔ چنانچہ آپ نے پہلے اپنے سے آنحضرت ﷺ تک کے راوی بیان فرمائے پھر وہ چالیس حدیثیں مجھے ایک ایک کر کے سنائیں اور ان کے معنی بتائے اور ان کی مختصر تفسیر فرمائی۔ پھر مجھے ان حدیثوں کے حفظ کرنے کی ہدایت کی جس پر میں نے وہ حدیثیں اسی زمانہ میں یاد کر لیں اور اب میں بجا طور پر فخر کر کے کہ سکتا ہوں کہ یہ وہ چالیس حدیثیں ہیں کہ دنیا کی کوئی کتاب بھی نہ ہو تو میں یہ حدیثیں آنحضرتؐ تک راویوں کا نام لے کر روایت کر سکتا ہوں .....“

(الفضل 21 دسمبر 1940ء صفحہ 3)

1۔ لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ۔ (نہیں ہے سنی سنائی بات خود دیکھنے کی طرح)

2۔ اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ۔ (لڑائی داؤ پیچ کا نام ہے)

3۔ اَلْمُسْلِمُ مِرْآۃُ الْمُسْلِمِ۔ (ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے)

4۔ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ (جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے)

5۔ اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ۔ (نیکی پر آگاہ کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہوتا ہے)

6۔ اِسْتَعِیْنُوْا عَلَی الْحَوَائِجِ بِالْکِتْمَانِ۔ (مدد چاہو اپنی ضروریات پر راز داری کے ساتھ)

7۔ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ۔ (بچو دوزخ کی آگ سے اگرچہ کھجور کا آدھا حصہ دے کر)

8۔ اَلدُّنْیَا سِجْنٌ لِلْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃٌ لِلْکَافِرِ۔ (دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے)

9۔ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ۔ (حیا سراسر بہتر ہے)

10۔ عِدَۃُ الْمُؤْمِنِ کَأَخْذِ الْکَفِّ۔ (مومن کی وعدہ ایسا ہی سچا ہے جیسے کوئی چیز ہاتھ میں دے دی جائے)

11۔ لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ۔ (مومن کو نہیں چاہیے کہ وہ اپنے مومن بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے)

12۔ لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا۔ (وہ شخص ہم مسلمانوں میں سے نہیں جو ہمیں دھوکہ دے)

13۔ مَا قَلَّ وَکَفٰی خَیْرٌ مِّمَّا کَثُرَ وَاَلْھٰی۔ (جو مال تھوڑا اور کافی ہو وہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے جو زیادہ ہو مگر غافل کر دے)

14۔ اَلرَّاجِعُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالرَّاجِعِ فِیْ قَیْئِہٖ۔ (اپنی دی ہوئی چیز کو لوٹانے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی کی ہوئی قے واپس لوٹائے)

15۔ اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ۔ (بعض دفعہ مصیبت موقوف ہوتی ہے بات کرنے پر)

16۔ اَلنَّاسُ کَاَسْنَانِ الْمُشْطِ۔ (تمام لوگ کنگھی کے دندانوں کی مانند ہیں)

17۔ اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ۔ (دولت مندی تو دل کی دولت مندی ہے)

18۔ اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ۔ (سعادت مند وہ ہے جو نصیحت پکڑے اپنے غیر کے حال سے)

19- إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً۔ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا۔ (بعض بعض شعر بڑے پُر حکمت ہوتے ہیں) (اور بعض بعض تقریریں تو جادو ہوتی ہیں)

20- عَفْوُ الْمُلُوْكِ، إِبْقَاءٌ لِلْمُلْكِ۔ (بادشاہوں کا معاف کر دینا ان کی سلطنت کی بقا کا باعث ہوتا ہے)

21- اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ (آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اسے محبت ہو)

22- مَا هَلَكَ اِمْرُؤٌ عَرَفَ قَدْرَهُ۔ (نہیں ہلاک ہوا وہ آدمی جس نے پہچان لی اپنی حقیقت)

23- اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ (بچہ عورت کے خاوند کا ہوتا ہے اور بدکار کے لیے پتھر ہیں)

24- اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى۔ (اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے)

25- لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ۔ (نہیں شکر کرتا اللہ کا جو نہیں شکر کرتا بندوں کا)

26- حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ۔ (تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہرا کر دیتا ہے)

27- جُبِلَتِ الْقُلُوبُ علىٰ حُبِّ مَنْ أحسنَ إليها و بُغْضِ مَنْ أساءَ إليها۔ (فطرت میں رکھی گئی ہے دلوں کے محبت اس شخص کی جو اس کا محسن ہو اور بغض اس شخص کا جو برائی کرے ان سے)

28- اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ ۔ (توبہ کرنے والا گناہ سے اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے کہ جس نے گناہ نہ کیا ہو)

29- اَلشَّاهِدُ يَرَىٰ مَا لَا يَرَاهُ الْغَائِبُ۔ (حاضر آدمی وہ کچھ دیکھتا ہے جسے غیر حاضر نہیں دیکھ سکتا)

30- إِذَا جَاءَكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوْهُ۔ (جب تمھارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو تم بھی اس کی عزت کرو)

31- اَلْيَمِيْنُ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ۔ (جھوٹی قسم گھروں کو ویران کر دیتی ہے)

32- مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ (جو شخص قتل کیا جائے اپنے مال کو بچاتے ہوئے وہ شہید ہے)

33- اَلْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ (اعمال نیت پر موقوف ہیں)

34- سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ۔ (قوم کا سردار اُن کا خادم ہوتا ہے)

35- خَيْرُ الْأُمُوْرِ أَوْسَطُهَا۔ (کاموں میں سب سے بہتر میانہ روی والا کام ہوتا ہے)

36- اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ أُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ۔ (اے اللہ برکت دے میری امت کے صبح کے سفر میں جمعرات کے دن)

37- كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا۔ (قریب ہے کہ غریبی کفر بن جائے)

38- اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ۔ (سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے)

39- اَلْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ۔ (مجلسیں امانت کے ساتھ ہونی چاہییں)

40- خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوَىٰ۔ (سب سے بہتر زاد راہ تقویٰ ہے)

(الفضل 24 دسمبر 1940ء صفحہ 3)

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِى

(تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں سے اچھا ہوں)

(آصف احمد خان، مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا)

سیرت النبی ﷺ کا ہر پہلو ہی نہایت حسین و جمیل ہے ۔ آپؐ کی سیرت کے گلستان میں جس طرف بھی جائیں ہر کوچہ اسوۂ پاک کا ایک نیا اور سب سے اعلیٰ منظر پیش کرتا ہے۔ آنحضورﷺ نے فرمایا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِى ۔

(سنن ابی ماجہ ۔کتاب ا لنکاح)

سیرت کا مطالعہ کرنے سے نہایت شان کے ساتھ یہ بات نظر آتی ہے کہ بلا شبہ آپ ہی ہیں جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہترین حسن سلوک فرمانے والے تھے۔

اس مضمون میں سب سے پہلے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں انبیاء اور بالخصوص آنحضورﷺ کا شادی کرنے کی غرض و غایت بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ اس کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا:

"بعض نادان لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ جبکہ انبیاء ایسے فنا فی اللہ ہوتے ہیں اور دنیا اور اس کی لذتوں سے دور بھاگتے ہیں، پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ بیویاں اور بچے بھی رکھتے ہیں؟ایسے معترضین اتنا نہیں سمجھتے کہ ایک شخص تو ان باتوں کا اسیر اور ان فانی لذتوں میں فنا ہوجاتا ہے، لیکن اس کے خلاف انبیاء کا گروہ ان باتوں سے پاک ہوتا ہے۔ یہ چیزیں ان کے لئے محض خادم کے طور پر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں انبیاءؑ ہر قسم کی اصلاح کے لئے آتے ہیں۔ پس اگر وہ بیوی بچے نہ رکھتے ہوں، تو اس پہلو میں تکمیل اصلاح کیونکر ہو۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ عیسائی لوگ معاشرت کے متعلق حضرت مسیحؑ کا دنیا کے رو برو کیا نمونہ پیش کر سکتے ہیں ؟کچھ بھی نہیں۔ جب وہ اس راہ سے ہی نا واقف ہیں اور مدارج سے ہی بے خبر، تو وہ کیا اصلاح کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہی کمال ہے کہ ہر پہلو میں آپؐ کا نمونہ کامل ہے۔ دنیا اور اس کی چیزیں انبیاءؑ پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتیں اور وہ فانی لذتوں کی کچھ بھی پروا نہیں کیا کرتے، بلکہ ان کا دل خدا تعالیٰ کی طرف اس دریا کی ایک تیز دھار کی طرح جو پہاڑ سے گرتی ہے بہتا ہے اور اس کی رو میں ہر خس وخاشاک بہ جاتا ہے"

(ملفوظات[2003ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 240)

آنحضورﷺ کا اپنے اہل خانہ سے حسن سلوک کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

آپﷺ کے حسن سلوک کی ایک خوبصورت مثال اس واقعہ میں نظر آتی ہے کہ جب آپؐ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی تو آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور اپنے ساتھ کامل وفا کا پورا یقین کرتے ہوئے حضرت خدیجہؓ نے اپنے تمام اموال اور غلام اور معاملات کا پورا اختیار آپؐ کے ہاتھ میں دے دیا۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت خدیجہؓ جو بذات خود نہایت نیک طبع ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت دانا اور زیرک تھیں چند دن میں ہی اس حقیقت کو جان گئی تھیں کہ اُن کے شوہر یعنی محمدﷺ سے بڑھ کر اور کوئی ان کے اموال ومعاملات کے اختیار کا حقدار نہیں ہوسکتا ۔ اور آپﷺ کا اپنی زوجہ کے ساتھ نہایت اعلیٰ درجہ کے حسن سلوک کی گواہی حضرت خدیجہؓ نے تقریباً پندرہ سال کا طویل عرصہ گزارنے کے بعد پہلی وحی کے نزول کے موقع پر بھی دی ۔ جب وحی ہوئی اور آنحضرتﷺ گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں تھے ۔آپؐ سب سے پہلے اپنی زوجہ حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور انہی کو سب سے پہلے اس واقعہ کی خبر دی۔ اور حضرت خدیجہؓ نے فوراآپؐ کی تصدیق فرمائی اور آپؐ کے اس دعویٰ میں ایک لمحہ کے لئے بھی شک نہ کیا ۔ حضرت خدیجہؓ جو آپؐ کے ساتھ زندگی کا ایک عرصہ گزار چکی تھیں جانتی تھیں کہ آپؐ نے وہی بیان کیا ہے جو حقیقت ہے۔ اور حضرت خدیجہؓ نے نہ صرف آپ کی وحی کی تصدیق کی بلکہ آپؐ کو اعلیٰ اخلاق کا حامل قرار دیتے ہوئے یہ تسلی بھی دی خدا آپؐ کو کبھی ناکام و نامراد نہ ہونے دے گا ۔ فرمایا کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں اور رشتہ داروں سے حسن سلوک فرماتے ہیں اور غریبوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور معدوم ہوجانے والی نیکیوں کو زندہ کرنے والے ہیں"یعنی جو نیکیاں ختم ہو گئی ہیں ان کو دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں اور سچ بولنے کے نتیجہ میں پیش آنے والی مشکلات کے باوجود حق کے ہی معین و مددگار ہیں"۔ یعنی سچی بات ہی کہتے ہیں "اور مہمان نواز بھی ہیں"۔

(بخاری کتاب بدء الوحی کیف کان بدء الوحی)

حضرت خدیجہؓ اسلام کے ظہور سے قبل مکہ کی ایک رئیسہ خاتون تھیں ۔آپ کو تمام آسائشیں میسر تھیں ۔انہوں نے اسلام کے زمانہ میں بیشمار تکالیف برداشت کیں۔ یہاں تک کہ شعب ابی طالب میں محصوری کا عرصہ بھی گزارا لیکن اپنے شوہر کا ساتھ نہ چھوڑا اس کی وجہ آنحضورﷺ کا وہ بہترین حسن سلوک تھا جو آپؓ ہر لحہ محسوس کرتی تھیں ۔ اس حسن سلوک کے مقابلہ میں دنیا کی ہر تکلیف بے حیثیت تھی۔ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ آپﷺ کی ایسی محبت تھی کہ جو ان کی وفات کے بعد بھی ماند نہ ہوئی ۔چنانچہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپؐ کو کہا کہ اے اللہ کے رسول! خدا نے آپؐ کو اس قدر اچھی اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ اب اس بڑھیا(یعنی حضرت خدیجہؓ) کا ذکر جانے بھی دیں۔ توآپؐ نے فرمایانہیں، نہیں۔ خدیجہ اُس وقت میری ساتھی بنی جب میں تنہا تھا۔ وہ اس وقت میری سپر بنی جب میں بے یارو مددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے مجھے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر6 صفحہ 118مطبوعہ بیروت)

اور یہی وہ حسن سلوک تھا جو آپؐ نے اپنی ہر زوجہ کے ساتھ روا رکھا۔اور ہر زوجہ ہی آپﷺ کے حسن سلوک کی گواہ بنی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریمﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم، عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے، آپ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی، ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھا یا نہ کبھی خادم کو مارا۔ خادم کو بھی کبھی کچھ نہیں کہا۔

(شمائل ترمذی باب ما جاء فی خلق رسول اللہﷺ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی مصروف الاوقات نہیں تھا۔ اس کے باوجود گھر والوں کے حقوق پوری طرح ادا کیا کرتے تھے اس بارے میں روایت ہے جس میں حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہﷺ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان)

آنحضورﷺ کا اپنی ہر زوجہ کے ساتھ ایسا حسن سلوک تھا کہ ہر ایک کی یہ تمنا ہوا کرتی تھی کہ اس دنیا میں بھی جس قدر ممکن ہو آپؐ کا قرب نصیب ہو آپؐ کی زوجیت میں ہی ہمارا حشر ہو۔ چنانچہ حضرت سودہؓ کو ایک دفعہ بوجہ پیرانہ سالی خود ہی یہ وہم ہوا کہ کہیں آپؐ انہیں ان کی پیرانہ سالی کی وجہ سے طلاق ہی نہ دے دیں حالانکہ آنحضورﷺ کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے یہ درخواست کی کہ یا رسول اللہ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتی کہ آپ کی ازواج میں میرا حشر ہو۔

(نیل الاوطار کے ص140)

اسی طرح یہ بھی نظر آتا ہے کہ ازواج مطہرات کو آپؐ کے حسن سلوک نے ایسا گرویدہ کرلیا تھا کہ صرف اس دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی آپﷺ کی ہی معیت کے لئے بیتاب تھیں۔ ایک دفعہ آنحضرتﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو فرمایا کہ اَسۡرَعُکُنَّ لحاقًابی اَطۡوَلُکُنَّ۔ یعنی تم میں سے سب سے پہلے (وفات کے بعد) مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ یہ سن کر آپؐ کی ابدی معیت کی تمنا کرتے ہوئے ازواج مطرات ہاتھ ناپنے لگیں۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہؓ باب فضائل زینبؓ حدیث 2452)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے رشتہ داروں سے اور ان کی سہیلیوں سے بھی حسن سلوک فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی آواز کان میں پڑتے ہی کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے اور فرماتے یہ تو خدیجہؓ کی بہن آئی ہیں۔ اور جب گھر میں جب کبھی کوئی جانور زبح ہوتا تو اس کا گوشت حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھجوانے کا اہتمام فرماتے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل خدیجہ)

آنحضورﷺ کا اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ ایسا تعلق تھا کہ آپؐ ان کے مزاج اور عادات سے بھی خوب واقف ہوا کرتے تھے۔ اور ان کی ان عادات و اطوار کا از راہ محبت ان سے ذکر بھی کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتاہوں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو اپنی گفتگو میں ربِّ محمدؐ کہہ کر قسم کھاتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو ربّ ابراہیمؑ کہہ کر بات کرتی ہو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ یہ تو ٹھیک ہے مگر بس میں صرف زبان سے ہی آپﷺ کا نام چھوڑتی ہوں (دل میں توآپﷺ کی ہی محبت ہے)۔

(بخاری کتاب ا لنکاح باب غیرۃ النساء و وجد ھن)

آنحضورﷺ کا یہ طریق تھا کہ آپؐ اتنا وقت ہی گھر سے باہر گزارتے جتنا ضروری ہوتا اور جب باہر کے کام ختم ہوجاتے تو اپنے اہل و عیال کے ساتھ وقت گزارتے۔ اور اسی بات کی نصیحت آپﷺ نے اپنے صحابہ کو بھی فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب کوئی شخص اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے، جس کے لئے اُسے سفر کرنا پڑا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھتے ہوئے جلد گھر واپس آجائے۔

(صحیح بخاری کتاب الجھاد والسیر باب السرعۃ فی السیر حدیث 3001)

آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو بھی اپنے اسی اُسوہ پر چلنے کی تاکید فرمائی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے عبداللہ! جو مجھے بتایا گیا ہے کیا یہ درست ہے کہ تم دن بھر روزے رکھے رہتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو یعنی نمازیں پڑھتے رہتے ہو، اس پر میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ تو پھر آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کبھی روزہ رکھو کبھی چھوڑ دو، رات کو قیام کرو اور سو بھی جایا کرو۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری زیارت کو آنے والے کا بھی تم پر حق ہے۔

تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری زیارت کو آنے والے کا بھی تم پر حق ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم)

آنحضرتؐ کی بیوی حضرت صفیہؓ تھیں جن کام اصل نام زینب تھا۔ حضرت صفیہؓ رسول اللہؐ کے شدید معاند اور یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سردار حییٔ بن اخطب کی بیٹی تھیں اور ایک سردار کنانہ بن ربیع بن الحُقیق کی بیوہ تھیں۔ آنحضورﷺ نے جنگ خیبر سے واپسی پر جو کہ حضرت صفیہ کا آنحضورﷺ کے ساتھ پہلا سفر تھا آنحضرتؐ نے اونٹ پر حضرت صفیہؓ کے لئے خود جگہ بنائی۔ آپؐ نے جو عبا پہنی ہوئی تھی اسے اتار کر اور تہہ کرکے حضرت صفیہ کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھا دیا۔ پھر ان کو سوار کرتے ہوئے آپ نے اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا۔ اور فرمایا کہ اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر)

اسی طرح اسی سفر کا ایک اور واقعہ حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں کہ خیبر سے ہم رات کے وقت چلے تو آپﷺ نے مجھے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لیا مجھے اونگھ آگئی اور میرا سر پالان کی لکڑی سے جا ٹکرایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے بڑی شفقت سے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ دیااور فرمانے لگے اے لڑکی! اے حیی کی بیٹی ذرا احتیاط ذرا اپنا خیال رکھو۔ پھر رات کو جب ایک جگہ پڑاؤ کیا تو میرے

ساتھ بہت محبت بھری باتیں کیں ۔ فرمایا دیکھو تمہارا باپ میرے خلاف تمام عرب کو کھینچ لایا تھا اور ہم پر حملہ کرنے میں پہل اس نے کی تھی ۔ جسکی وجہ سے مجبوراً تیری قوم کے ساتھ ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا۔۔۔ حضرت صفیہؓ کہتی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اُٹھی تو آپ ﷺ کی محبت میرے دل میں ایسی رچ بس چکی تھی کہ دنیا میں آپ سے زیادہ محبوب مجھے کوئی نہیں تھا۔

(مجمع الزوائد جلد9صفحہ 15۔بحوالہ ہمارا گھرہماری جنت صفحہ 10،11)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نمونہ گھریلو زندگی میں ہے ہر لحاظ سے بہترین تھا آپؐ اپنے اہل خانہ کے نان و نفقہ اور دیگر ضروریات کا بطور خاص اہتمام فرماتے تھے۔ یعنی جو ان کے اخراجات ہیں ان کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنی وفات کے وقت بھی ازواج مطہراتؓ کے نان نفقہ کے بارے میں تاکیدی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا خرچہ ان کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جائے۔

(بخاری کتاب الوصایا باب نفقۃ القیم للوقف)

ایک روایت ہے حضرت سلمان بن احوص روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضورؐ کے ہمراہ موجود تھے۔ اس موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثناء کے بعد وعظ و نصیحت فرمائی اور پھر فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں ہمیشہ بھلائی کے لئے کوشاں رہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ قیدیوں کی طرح بندھی ہوئی ہیں۔ تم ان پر کوئی حق ملکیت نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں (یعنی تمہارا حق ملکیت نہیں کہ جب چاہو مارنا شروع کر دو جب چاہو جو مرضی سلوک کر لو۔ سوائے اس کے کہ وہ بے حیائی کی مرتکب ہوں)۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے کپڑوں اور کھانے کا بہترین خیال رکھو۔

(ترمذی کتاب الرضاع باب ما جاء فی حق المرأۃ فی حق المرأۃ)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ دو گے اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو تم اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب خلق آدم وذریتہ)

آنحضور ﷺ اپنی ازواج کو جس حد تک ممکن ہوتا اپنی مصاحبت بھی عطافرماتے ۔ اور ان کو دینی کاموں میں خدمات سے ثواب حاصل کرنے کا بھی پورا موقع عطا فرماتے تھے آپؐ جب جہاد پر جاتے تو اپنی ازواج میں قرعہ ڈالتے اور جس زوجہ کے نام کا قرعہ نکلتا انہیں اپنے ساتھ جہاد پر لے جاتے ۔ اور وہ ازوواج آنحضور ﷺ کی ضروریا ت کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ جنگ کے دوران صحابہؓ کو پانی پلاتیں اور زخمی صحابہؓ کی دیکھ بھال بھی کرتی تھیں۔ دوران سفر آنحضور ﷺ اپنی ازواج سے گفتگو بھی فرماتے رہتے۔

(بخاری کتاب الجہاد باب حمل الرجل امراتہ فی الغزو حدیث)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ رات کو نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے اٹھتے اور عبادت کرتے تھے جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے تم بھی دو رکعت ادا کرلو۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوۃ خلف النائم)

اسی طرح یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ آنحضور ﷺ اپنی ازواج کو نیکی کے کاموں میں اپنے ساتھ ثواب حاصل کرنے کا پورا موقعہ عطا فرماتے ۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی آپؐ کی اکثر ازواج آپ کے ہمراہ تھیں۔ اسی حج کے متعلق یہ ذکر ہے کہ حضرت عائشہؓ بھی حج کی غرض سے آپ کے ہمراہ تھیں اور مقام سرف پر ان کے مخصوص ایام شروع ہو گئے۔ اور انہوں نے اس غم سے رونا شروع کر دیا کہ اب وہ حج کے ثواب سے محروم رہ جائیں گی ۔ آنحضور ﷺ نے بڑی شفقت بھرے انداز میں ان کے رونے کی وجہ معلوم کی اور وجہ معلوم ہونے پر آپ نے ان کی دلجوئی فرمائی اور کہا اِنَّ ھٰذا اَمرٌ کَتَبَ اللہُ علیٰ بناتِ آدمَ۔ یعنی یہ تو وہ امر ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں کے لئے مقدر میں لکھ چھوڑا ہے۔ نیز فرمایا کہ تم حج کے تمام اعمال ادا کرو بس بیت اللہ کا طواف نہ کرواور یہی نہیں بلکہ آپ نے بعد میں حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی کے ساتھ عمرہ بھی کروایا۔ تاکہ ان کی عمرہ اور طواف کی آرزو بھی پوری ہو جائے۔ اور یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ اسی حج کے موقع پر آپ نے اپنی طرف سے اور اپنے تمام اہل خانہ کی طرف سے گائے کی قربانی کی اور ان کا گوشت بھی ان میں تقسیم فرمایا ۔

(بخاری کتاب الاضاحی حدیث نمبر5547)

آنحضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات کی تربیت کا بھی خیال رکھتے تھے اور اس غرض کے لئے سب سے بڑھ کرآپ اپنے نمونہ اور اعلیٰ کردار سے ان کی تربیت فرماتے تھے ۔ اور جہاں ضروری ہوتا الفاظ میں بھی ان کو وعظ ونصیحت فرماتے تھے۔

ایک دفعہ جبکہ آپ حضرت عائشہؓ کے پاس تھے تو دوسری زوجہ نے اپنی خادمہ کے ہاتھ برتن میں کھانا بطور تحفہ بھیجا۔ حضرت عائشہؓ نے خادمہ کے ہاتھ پر ہاتھ ماراجس سے وہ برتن گر کر ٹوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس برتن کے ٹکڑے جمع کئے۔ پھر جو کھانا اس برتن میں تھا وہ اس میں ڈالا۔ پھر گھر سے ایک برتن لیا اور اس خادمہ کے ہاتھ اس ام المومنین کی طرف بھیج دیا جن کی طرف سے کھانا آیا تھا۔ اور ٹوٹا ہوا برتن اس کے گھر رہنے دیا جس سے وہ برتن ٹوٹا تھا۔

یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو آپؐ کے حسن سلوک کے کئی پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔ مثلا یہ کہ آپ اپنی ازواج میں مساوات اور انصاف فرماتے تھے۔ اگر کسی زوجہ سے انجانے میں یا بوجہ بشریت کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو آپ نہایت احسن رنگ میں انکی غلطی سے انہیں آگاہ فرمادیتے اور درست عمل کی بھی رہنمائی فرما دیتے۔ اور اپنی تمام ازواج مطہرات کے جزبات اور احساسات کا خیال رکھتے تھے۔

(بخاری حدیث نمبر5225)

آنحضور ﷺ کے گھر کا ماحول خالص دینی ماحول تھا ۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ آپؐ کے گھر کے ماحول میں کسی قسم کا ہنسنا کھیلنا یا مزاح کرنا ممنوع تھا ۔ بلکہ آپؐ اپنی ازواج کے ساتھ گھر میں نہایت بشاشت کے ساتھ رہتے اور باہمی مزاح بھی رہتا تھا۔ اس پہلو پر ایک حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپؐ اپنی ازواج سے کس قدر بے تکلف تھے اور ازواج مطہرات بھی ادب و احترام کی حدود میں رہتے ہوئے مزاح کی باتوں سے لطف اندوز ہوا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے سر میں درد

عورتوں کے بارے میں ہمیشہ بھلائی کے لئے کوشاں رہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ قیدیوں کی طرح بندھی ہوئی ہیں۔

تھا۔ اور وہ درد سے کراہ رہی تھیں ۔آنحضورﷺ نے ان سے مزاح کے رنگ میں فرمایا ! اے عائشہ آپ کو کس بات کی فکر ہے ؟ اگر آپ کی وفات ہو گئی تو میں تمہیں غسل دوں گا اور کفن پہناؤں گا پھر نماز جنازہ پڑھوں گا پھر دفن کروں گا۔حضرت عائشہؓ نے بھی یہ سن کر فرمایا اگر ایسا ہوگیا تو آپ واپس گھر آکر اسی رات اپنی کسی بیوی کے یہاں گزاریں گے۔یہ سُن کر آپﷺ مسکرائے۔

(بخاری کتاب المرضی۔حدیث 5666)

اسی طرح یہ بھی ملتا ہے کہ بعض وقت آنحضرتﷺ حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑے بھی ہیں ۔ اس واقعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ”بعض وقت آنحضرتﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑے بھی ہیں ایک مرتبہ آپ آگے نکل گئےاور دوسری مرتبہ خودنرم ہوگئےتاکہ حجرت عائشہؓ آگے نکل جائیں اور وہ آگے نکل گئیں اس طرح پر یہ بھی ثابت ہے کہ ایک بار کچھ حبشی آئےجو تماشہ کرتے تھے آنحضرتﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہاکوان کا تماشہ دکھایاپھر عمر رضی اللہ عنہ جب آئے تو تو وہ حبشی ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔“

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 388)

آنحضورﷺ اپنی ازواج کو بعض اوقات معاملات میں مشورہ دینے کی بھی اجازت فرماتے تھے اور اگر وہ مشورہ درست ہوتا تو آپؐ اسے قبول بھی فرماتے تھے ۔ حضرت مصلح موعودرضی اللہ عنہ نے سیرت النبیؐ سے دو واقعات بیان فرمائے ہیں جو یہاں آپؓ ہی کے الفاظ میں درج کئے جاتے ہیں

”ایک دفعہ حضرت عمرؓ ایک بات کے متعلق سوچ رہے تھے ان کی بیوی نے کہا بات تو آسان ہےاس طرح کرلو۔انہوں نے کہا تو کون ہوتی ہے میرے معاملے میں دخل دینے والی ۔ ان کی بیوی نے کہا جب رسول کریمؐ کی بیویا ں ان کو مشورہ دے دیتی ہیں تواگر میں نے دیدیا تو کیا حرج ہے۔حضرت عمرؓ اسی وقت اپنی لڑکی کے پاس جو کہ رسول کریمؐ سے بیاہی ہوئی تھی دوڑے گئے اور پوچھا کہ کیا تم رسول کریمؐ کے معاملے میں دخل دیا کرتی ہووہ کہنے لگی ۔ہاں۔حضرت عمرؓ نے انہیں کہا یہ بہت بُری بات ہے۔تم پھر اس طرح کبھی نہ کرنا۔اان کی پھوپھی نے جب یہ بات سنی تو انہوں نےکہا تم کون ہوتے ہو رسول کریمؐ کے گھر کی باتوں میں بولنے والے ۔تو اس زمانہ میں عورتوں کو بیلوں کی طرح سمجھتے تھے مگر رسول کریمؐ خود عورتوں سے مشورہ لیا کرتے تھے“۔

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول صفحہ 55،56)

اسی طرح حدیبیہ والے واقعہ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”آخر فیصلہ کرنے سے یہ بات قرار پائی کہ مدینہ والے اس سال چلے جاویں اوراگلے سال آویں اس فیصلہ سے صحابہ کرام بہت رنجیدہ ہوئے کہ رسول کریمؐ نے کفار کی یہ بات کیوں مان لی ہے۔ پھر رسول کریمؐ نے فرمایا قربانی کے لئے جو کچھ لائے ہویہیں پر قربان کردو۔مگر کوئی نہ اٹھا۔حتیٰ کہ رسول کریمؐ نے تین دفعہ کہا مگر پھر بھی سب بیٹھے رہے۔یہ حال دیکھ کر رسول کریمؐ کو بہت فکر ہواکہ کہیں اس واقعہ سے لوگوں پر ابتلا نہ آ جاوے۔آخر آپ اٹھ کر گھر گئے اور اپنی ایک بیوی سے پوچھا کہ کیا کیا جاوے۔یہ آج پہلی دفعہ ہے کہ میں بات کہوں اور لوگ نہ کریں۔آپؐ کی بیوی نے کہاآپؐ اب اُن سے کچھ نہ کہیں سیدھے چلے جاویں اور اپنی قربانی کے گلے پر چُھری پھیر دیویں چنانچہ آپ گئے اور اپنے اونٹ کے گلے پر نیزہ مارایہ دیکھ کر سب لوگ اس طرح کھڑے ہوئے اورہر ایک یہی چاہتا تھاکہ مجھ سے کوئی اور پہلے نہ ہو جائے۔کیونکہ ان کے صرف دل ٹوٹے ہوئے تھے۔رسول کریمؐ کو دیکھ کر سب اُٹھ کھڑے ہوئے تو ایک عورت کے مشورہ سے یہ مشکل حل ہو گئی“۔

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول صفحہ 56،57)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدو کوب کرے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 403)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خداتعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر انہیں سے ان کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خداتعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے اچھا ہے وہ جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے“۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 300،301)

چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے(یعنی اس کے رشتہ داروں سے بھی) نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے“۔

(کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

”انسان کو چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی زندگی کا ہر روز مطالعہ کرتا رہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 504)

حضرت محمد ﷺ بحیثیت عبدالشکور

(خالد محمود شرما۔ قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ کینیڈا)

نعمتوں کی شکر گذاری کیوں اور کیسے کی جائے؟اس کا جواب تو ہمیں ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی کامل پیروی کرنے سے ہی مل سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی صفت شکور کا کامل مظہر تھے اور جن کی ساری بابرکت حیات طیبہ میں ایک کامل عبدالشکور کی حیثیت میں نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے ہی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نعمتوں کی بقا ودوام اور اس میں اضافہ کے لئے صرف ایک شرط رکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان نعمتوں کے حصول پر اس منعم حقیقی کی احسان شناسی اور شکر گزار ی کریں ۔ جب ایک شخص ہم پر کوئی معمولی سا احسان کرتا ہے تو بے ساختہ ہمارے زیر لب شکریہ ،تھینک یو اور جزاک اللہ خیرا جیسے الفاظ آجاتے ہیں۔یہاں مغربی ممالک میں ''تھینک یو'' کہنا تو اس مغربی تہذیب کا لازمی جزو ہے ۔بعض اوقات آپ کسی کا کوئی معمولی سا کوئی کام یا مدد کردیتے ہیں تو جواب میں اگلا شخص اس طرح ''تھینک یو'' کرے گا کہ کئی دفعہ شرمندگی محسوس ہوتی ہے کہ ہم نے ایسا کیا احسان کردیا کہ یہ اتنا ہمارا شکر گزار ہے ۔ احسان شناسی اور شکر گزاری کا ادراک تو دراصل ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ تو ہزاروں سال قبل اپنے پاک نمونہ سے ہمیں دے چکے ہیں۔شکر ادا کرنا دو طرح کا ہو سکتا ہے ۔پہلا اللہ تعالیٰ کے فضلوں ،احسانات اور انعامات پر اپنے رب کا شکر ادا کرنا اور دوسرا اپنے روزمرہ کے معمولات میں ایک انسان کا اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنا ہے ۔ آئیے آج شکر گزار ی کے ان دونوں پہلوؤں کا جائزہ حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ سے لیتے ہیں کہ کسطرح اس عبدالشکور نے خدائے واحد ویگانہ اور انسانوں کی شکرگزار ی کا حق ادا کیا۔اس پہلو کو آج سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اجاگر کرنا بہت ضروری ہے ۔

اس حوالہ سے آنحضور ﷺ کی سیرت بیان کرنے سے قبل قرآن مجید میں بیان شکر کے مضمون کو بیان کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کو اللہ کا شکر ادا کرنے کے حکم کو حکمت کی بات قرار دیتے ہوئے فرمایا

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِکۡمَۃَ اَنِ اشۡکُرۡ لِلّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یَّشۡکُرۡ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ
(لقمٰن :13)

''اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی (یہ کہتے ہوئے) کہ اللہ کا شکر ادا کرے تو وہ محض اپنے نفس کی بھلائی کے لئے ہی شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو یقیناً اللہ غنی ہے (اور) بہت صاحب تعریف ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا شکر ہےاور ان نعمتوں کا تذکرہ چھوڑ دینا ناشکری ہے

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا شکر ہےاور ان نعمتوں کا تذکرہ چھوڑ دینا ناشکری ہے''
(مسند احمد،کتاب اول مسند الکوفیین،حدیث النعمان بن بشیر)

آنحضرت ﷺ کو جب کوئی خوشی کی خبر پہنچتی تو آپ ﷺ فوراً خدا کے حضور سجدہ میں گرجاتے اور سجدہ تشکر بجالاتے۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد، باب فی سجود الشکر)

آنحضرت ﷺ نے ایک بات یہ بھی سکھائی کہ عبادت صرف جہنم کے ڈریا جنت کی طمع سے نہیں ہوتی بلکہ عبادت اپنے رب کی نعمتوں کے شکر پر بھی کی جاتی ہے اور عبادت بندے کی طرف سے دیا جانے والا وہ تحفہ ہے جو وہ اپنے رب کو اسکی نعمتوں کے تحفوں کے بدلہ میں پیش کرتا ہے۔ سو آپ ﷺ راتوں کو خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہوجاتے۔ جب حضرت عائشہؓ نے یہ پوچھا کہ آپ ﷺ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے کیا خوب جواب دیا کہ اَفَلَا اَکُوۡنُ عَبۡدًا شَکُوۡرًا کیا میں خدا کا شکر گذاربندہ نہ بنوں۔
(صحیح البخاری، کتاب الجمعۃ)

اور جب عملی شکر سے فارغ ہوتے تو زبان سے اور شکر کی توفیق مانگتے ہوئے اپنے رب سے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکۡرِکَ وَشُکۡرِکَ وَحُسۡنِ عِبَادَتِکَ: عرض کرتے کہ اے اللہ مجھے اپنے ذکر اپنے شکر اور خوبصورت عبادت کی توفیق عطا فرما ۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی الاستغفار)

نیز فرمایا : جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے اور وہ بندہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے تو یہ تعریف اس نعمت سے افضل ہوتی ہے۔
(صحیح الجامع، حرف المیم، الجزء 2 صفحہ 975)

ہم میں اموال جمع خاطر رکھنے کا بھی رواج ہے اور اللہ تعالیٰ کی دین کو اپنے اوپر ظاہر بھی کرتے اوربعض لوگ ان افضال کو اپنے اوپر ظاہر نہیں ہونے دیتے ۔ ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: یقیناً اللہ عزوجل جب اپنے بندوں میں سے کسی کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کا اثر بھی اس پر ظاہر ہو۔
(مسند احمد، کتاب المکیین، حدیث مالک بن نضلۃ)

آنحضرت ﷺ جب کوئی نیا کپڑا زیب تن کرتے تو یہ دعا کرتے ''اے اللہ ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا میں تجھ سے اس کی خیر مانگتا ہوں اور جس مقصد کے لئے یہ بنا ہے اس کی بھی خیر مانگتا ہوں اور میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور جس مقصد کے لئے یہ بنا ہے اس کے شر سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں۔
(سنن الترمذی، کتاب اللباس عن رسول اللہ ما یقول اذا لبس ثوباً جدیداً)

آپؐ رات کو بستر پر جاتے ہوئے دن بھر میں ہونیوالی اللہ کی نعمتوں کا شکر یوں ادا کرتے ''تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے میری کفایت کی اور مجھے پناہ دی اور مجھے کھلایا اور پلایا اور جس نے مجھ پر اپنا احسان اور فضل کیا اور مجھے عطا کیا اور بہت دیا اور ہر حال میں اللہ ہی کی حمد و ثنا ہے۔''

(سنن ابی داود، کتاب الادب، مایقال عند النوم)

جہاں تک بندوں کاشکریہ ادا کرنے کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں سیرت رسولؐ ملاحظہ ہو۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں " جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر نہیں کرتا جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا"۔

(مسند احمد، کتاب اول مسند الکوفیین، حدیث النعمان بن بشیر)

جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر نہیں کرتا جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا : "جو شخص تمہارے ساتھ نیکی کا معاملہ کرے تو تم بھی اسے بدلہ دو اگر تمہارے پاس بدلہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو پھر اس کے حق میں دعا کرتے رہو حتی کہ تمہیں یقین ہوجائے کہ تم نے بدلہ چکا دیا۔"

(سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ ، باب عطیۃ من سئل باللہ)

پھر فرمایا: "جس نے کسی پر کوئی احسان کیا پھر اس دوسرے نے اس کا ذکر کیا تو یہ اس کا شکریہ ادا کرنا ہے اور اگر (دوسرے) نے اسے چھپایا تو یہ اس نے اس کی ناشکری اور ناقدری کی۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، فی شکر المعروف)

آنحضرت ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو روایت میں آتا ہے کہ (چند) انصاری صحابہؓ نبی کریم ﷺ کے لئے کچھ کھجور کے درخت مخصوص رکھتے تھے، سو جب اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر پر فتح عطا فرمائی اور اموال غنیمت آئے تو آپ ﷺ ان انصار کا بدلہ چکاتے رہے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث بنی نضیر)

سفر طائف سے واپسی پر جب آپ ﷺ نے سرداران مکہ سے امان مانگی تو سوائے مطعم بن عدی نے کسی نے حامی نہ بھری۔ جس نے اپنے بیٹوں کو حضورؐ کے پاس بھجوایا کہ حضورؐ کو اپنی حفاظت میں شہر لے آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے مطعم بن عدی کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھا۔ وہ بدر سے پہلے وفات پاچکے تھے مگر نبی کریم ﷺ نے بدر کی فتح کے بعد جب ستر کفار مکہ کو قیدی بنایا تو فرمایا اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھے ان قیدیوں کی رہائی کی سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر ان سب کو چھوڑ دیتا۔

(صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، ما من النبی ﷺ علی الاساری من غیر)

حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوہ حنین کے موقع پر ان سے تیس یا چالیس ہزار قرض لیا، پھر جب حنین سے واپس آئے تو قرض ادا کیا، اور آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے اہل و عیال اور مال دولت میں برکت دے۔ قرض کا بدلہ اس کو پورا کا پورا چکانا، اور قرض دینے والے کاشکریہ ادا کرنا ہے۔

(مسند احمد، اول مسند المدنیین رضی اللہ عنھم اجمعین، حدیث عبداللہ بن ابی ربیعۃ)

آپ ﷺ اپنی بیوی حضرت خدیجہؓ کے احسانات کو ان کی وفات کے بعد بھی نہیں بھولے، ہمیشہ ان کو یاد رکھتے، اور ان کی شکر گزاری کے مواقع ڈھونڈتے اور اس قدر پیار سے ان کا ذکر کرتے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے ان سے حسد ہونے لگتا ایک دفعہ آپ ﷺ نے اس قدر ان کی تعریف فرمائی کہ مجھے غیرت آگئی اور میں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ آپ کیا اس سرخ گالوں والی کا ذکر کرتے رہتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیویاں عطا کردی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں! ان سے بڑھ کر مجھے بیویاں نہیں ملیں۔ کیونکہ خدیجہ نے مجھے اس وقت قبول کیا جب دوسروں نے میرا انکار کیا۔ اور جب لوگوں نے میرا انکار کیا تو انہوں نے میری تصدیق کی۔ جب لوگوں نے مجھے مال سے محروم کیا تو انہوں نے اپنے مال سے میری مدد کی اور اللہ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا فرمائی۔

(مسند احمد، کتاب باقی مسند الانصار، حدیث السیدۃ عائشۃ)

اپنے تو اپنے دشمنوں کا کوئی ایک ایسا احسان نہیں جس کا آپ ﷺ نے بدلہ چکایا ہو۔ عبداللہ بن ابی، رئیس المنافقین جس نے ساری زندگی رسول اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ جب فوت ہوا تو آپ ﷺ اس کی تدفین میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو اس کا جثہ قبر میں ڈالا جاچکا تھا، آپ نے اسے نکلوایا، اور اپنے گھٹنوں میں اسے رکھ کر اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اسے اپنی قمیص پہنائی کیونکہ اس منافقوں کے سردار نے ایک دفعہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کو ایک قمیص دی تھی۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز)

یہ تھا وہ بدلہ جس کی نظیر پیش کرنے سے ساری تاریخ عاجز ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد صحیحہ کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم ﷺ کے ذریعے بدوں مشقّت اور محنت کے دکھائی ہے ۔وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانے میں دکھائی گئی ہے بہت سے عالم ابھی تک اس سے محروم ہیں ۔پس خدا تعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمال صالحہ کو بجا لاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دعا مانگو کہ وہ ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اوراعمال صالحہ کی توفیق بخشے ۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 166 ء صفحہ 1897 جدید ایڈیشن۔رپورٹ جلسہ سالانہ 94-95)

اللہ کرے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر چلنے کی کوشش کرنے والے ہوں جو آپ نے بحیثیت عبدالشکور ہمارے سامنے قائم فرمایا اور ان نصائح پر عمل کرنے والے ہوں جو شکر گزار بندہ بننے کے لئے آپ نے ہمیں فرمائیں۔اور جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا مانگو کیونکہ دعاؤں کے ساتھ ہی ان پر عمل کرنے کی بھی توفیق ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام علیک الصلوٰۃ علیک السلام

رسول اللہ ﷺ کا جذبہ ایثار و قربانی

(محمد سلطان ظفر حلقہ سپرنگ ویلی برمپٹن ویسٹ، کینیڈا)

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ کا جذبہ ایثار و قربانی ہمارے لئے ایک عظیم لائحہ عمل ہے جس کی جتنی ضرورت آج کے اس مادّی دور میں ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ نبی کریمؐ کے اخلاق حسنہ میں ایثار کا وصف ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے، اس کا اثر ہر موقعہ پر نظر آتا تھا۔ آپؐ کی پوری حیاتِ طیبہ ایثار سے عبارت ہے۔ آپؐ نے لوگوں کی ہدایات اور فلاح کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ اس مشن کے لئے پوری زندگی گزار دی، سخت ایذار سانیاں برداشت کیں، مصیبتیں جھیلیں، جنگیں لڑیں، جنگوں میں نہایت مشکل اور صبر و شجاعت آزما گھڑیاں دیکھیں، زخم کھائے، اپنے قریبی عزیزوں کو شہید کروایا۔ یہ سب کچھ کسی ذاتی مفاد یا غرض کے لئے نہ تھا، بلکہ صرف اور صرف اس لئے کہ لوگ ہدایت اور فلاح پائیں۔ نبی کریمؐ کے در سے کبھی کوئی سائل محروم نہیں گیا۔ آپؐ نے اور آپؐ کی ازواج مطہرات نے مدنی زندگی میں کبھی دو وقت سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا، حالانکہ آپؐ ریاست کے سربراہ تھے۔ آپؐ سراپا ایثار تھے تو آپؐ کی تربیت یافتہ اور آپؐ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے عظیم صحابہ کرامؓ اس وصف سے کیسے پیچھے رہ سکتے تھے، چنانچہ انہوں نے ایثار کی ایسی درخشندہ مثالیں قائم کیں کہ تاریخ میں ان کی نظیر ملنا محال ہے۔

ایثار کی بہترین مثال انصار مدینہ کی ہے۔ نبی ریمؐ کی تعلیمات کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ انصار اور مہاجرین میں مواخات قائم ہو گئیں۔ وہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن گئے، انصار نے مہاجرین کو زبانی بھائی بھائی کہنے کی بجائے عملی طور پر اپنی ہر چیز، یعنی زمین، مال تجارت اور ذرائع تجارت کا نصف ان میں بخوشی تقسیم کر دیا۔ آپؐ نے مدینہ منورہ میں غریب مہاجرین کے مسائل حل کرنے کے لئے مہاجرین اور انصار کے درمیان جو مواخات قائم قرار فرمائی اس کے تحت عظیم انصار مدینہ نے عظیم مہاجرین کے لئے مثالی ایثار سے کام لیا۔ انہوں نے گھر کا اثاثہ اور زمینیں اور نخلستان وغیرہ اپنے مؤاخاتی بھائیوں کو نصف نصف بانٹ دیا۔

شروع میں مؤاخات میں یہ بات بھی شامل تھی کہ حقیقی بھائی کے بجائے مؤاخاتی بھائی وارث ہوتا تھا۔ تھوڑے عرصے کے بعد جب مہاجرین معاشی طور پر کچھ سنبھل گئے تو وراثت کا یہ قاعدہ ختم ہو گیا۔ مسلمان کے قبضے میں جب بنو نضیر یہود کی زمین آئی تو نبی کریمؐ نے سوائے دو انصاریوں کے باقی زمین مہاجرین میں تقسیم کر دی۔ انصار کا یہ حال تھا کہ انہوں نے اس برتاؤ کی کوئی شکایت نہ کی، بلکہ اسے خوشی سے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کی اس خوشی اور رضا کو پسند فرمایا اور ایثار پسند مسلمانوں کی قرآن مجید میں بھی تعریف کی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(سورۃ الحشر آیت10)

ترجمہ:

اور وہ لوگ جنہوں نے ان سے پہلے ہی گھر تیار کر رکھے تھے اور ایمان کو (دلوں میں) جگہ دی تھی وہ ان سے محبت کرتے تھے جو ہجرت کرکے ان کی طرف آئے اور اپنے سینوں میں اس کی کچھ حاجت نہیں پاتے تھے جو اُن (مہاجروں) کو دیا گیا اور خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش تھی۔ پس جو کوئی بھی نفس کی خساست سے بچایا جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کی مدینہ آمد پر انصار کے عظیم الشان ایثار و قربانی کا ذکر کرکے ان انصار کو ہمیشہ کے لئے زندہ کردیا ہے۔ جب نبی کریمؐ نے ایثار و قربانی کا عملی نمونہ پیش فرمایا تو صحابہ کرامؓ میں بھی ایثار و قربانی کی اعلیٰ صفت پیدا ہوئی۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے تعاون کی اپیل کی تو سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے گھر کا نصف سامان آپؐ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا اور سیدنا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جب آقاؐ نے پوچھا کہ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو عرض کیا کہ ان کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کافی ہیں۔

حضرت سہل بن سعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون بُنی ہوئی چادر لے کرآقاؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی: میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے بُنا ہے تاکہ اسے آپؐ کو پہننے کے لئے دوں۔ نبی کریم ﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ آپؐ نے اسے لے لیا، بعد میں آپؐ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپؐ نے اسے تہبند کے طور پر پہنا ہوا تھا۔ ایک شخص نے کہا یہ آپؐ مجھے دے دیں، یہ کتنی اچھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ آپؐ اس محفل میں تھوڑی دیر بیٹھے رہے، پھر واپس تشریف لے گئے اور اس چادر کو لپیٹ کر اس شخص کو بھجوا دیا۔ حاضرین نے اس سے کہا تم نے اچھا نہیں کیا۔ نبی کریمؐ نے اسے پہنا تھا اور آپؐ کو اس کی ضرورت بھی تھی، تم نے پھر بھی آپؐ سے مانگ لی۔ تمہیں پتہ ہے نبی کریمؐ سائل کو رد نہیں کرتے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے یہ آپؐ سے اس لئے نہیں مانگی کہ میں اسے پہن لوں، میں نے یہ اس لئے مانگی ہے تاکہ یہ میرا کفن

پس جو کوئی بھی نفس کی خساست سے بچایا جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

ہو۔ حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں وہ چادر اس شخص کا کفن بنی۔

مدینہ منورہ کی لونڈیاں آپ ؐ کی خدمت میں آتیں اور کہتی کہ میرا یہ کام ہے اور آپ ؐ فوراً اُٹھ کھڑے ہوتے اور اُن کا کام کر دیتے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیااور اس نے عرض کیاکہ : میں فاقہ سے ہوں ،آپ ؐ نے اپنی ازواج مطہراتؓ میں سے کسی کی طرف ایک آدمی بھیجا تو زوجہ مطہرہؓ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میرے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے،پھر آپ ؐ نے اسے دوسری زوجہ مطہرہ ؓکی طرف بھیجا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا۔ : یہاں تک آپ ؐ سب ازواجِ مطہراتؓ نے یہی کہا کہ اس ذات کی قسم جس نےآپ ؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میرے پاس سوائے پانی کے اورکچھ نہیں ہے تو آپ ؐ نے فرمایا: جو آدمی آج رات اس مہمان کی مہمان نوازی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا، انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول (ﷺ) میں حاضر ہوں پھر وہ انصاری آدمی اس مہمان کو لے کر اپنے گھر کی طرف چلے اور اپنی بیوی سے کہا: کیا تیرے پاس کچھ ہے وہ کہنے لگی کہ سوائے میرے بچوں کے کھانے کے میرے پاس کھانے کوکچھ نہیں ہے، انصاری نے کہا : ان بچوں کو کسی چیز سے بہلا دو اور جب مہمان اندر آجائے تو چراغ بجھا دینا اور اس پر یہ ظاہر کرنا گویا کہ ہم بھی کھانا کھارہے ہیں ، راوی کہتے ہیں کہ : مہمان کے ساتھ سب گھر والے بیٹھ گئے او رکھانا صرف مہمان نے ہی کھایا، پھر جب صبح ہوئی اور وہ دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں آئے توآپ ؐ نے فرمایا: تم نے آج رات اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے تعجب کیا ہے۔

(مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ،حدیث 2054)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے کسی کوبکری کا سر بطور ہدیہ دیا گیا، تو اس نے کہا : میرے بھائی اس کا مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے ، چنانچہ اس نے اسے اپنے بھائی کے پاس بھیجا ، یہ ایک دوسرے کو اسی طرح بھیجتے رہے، یہاں تک کہ وہ سات گھروں کو جاکر پہلے گھر واپس آگیا۔

(شعب الایمان ، فضل ماجاء فی الایثار ، حدیث : 3479)

ایک غزوہ میں حضرت عکرمہ ، حضرت حارث بن ہشام ، حضرت سہیل بن عمر رضی اللہ عنہ زخم کھا کر زمین پر گرے اور اس حالت یں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا ، پانی آیا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں ، بولے : ان کو پلاؤ ، حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے پاس پانی آیا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی نگاہ بھی پانی کی طرف ہے، بولے : ان کو پلاؤ بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ کسی کے منہ میں پانی کا ایک قطرہ نہ گیا اور سب نے تشنہ کامی کی حالت میں جان دے دی ۔

(شعب الایمان : باب ماجاء فی الایثار ، حدیث 3483)

ایثار یہ نہ صرف انسان کے ساتھ ہوتا ہے ، بلکہ حیوان اور جانور پر بھی ایثار ہوتاہے، عبداللہ بن جعفر اپنے ایک زمین کے یہاں گئے وہاں ایک کھجور کے باغیچے کے پاس ٹھہرے ، وہاں انہوں نے ایک کا لے غلام کو دیکھا جو باغ میں کام کررہا تھا ، باغ میں ایک کتا داخل ہوا ، اس غلام کے قریب آیا، غلام نے اس کتے کی جانب ایک لقمہ کھانا ڈال دیا ، پھر دوسرا، تیسرا چنانچہ وہ کتا سارا کھانا کھا گیا ، عبداللہ یہ منظر دیکھ رہے تھے ، انہوں نے فرمایا : اے غلام! تمہارے روزانہ کتنی غذا ہے؟ اس نے کہا : یہی جو آپ نے دیکھا، انہوں نے فرمایا: کیوں تم نے اسے کتے کو ڈال دیا، اس نے کہا : یہاں کتے نہیں ہوتے ، شاید یہ دور دراز علاقہ سےآیا ہے، مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں توآسودہ ہوں اور یہ بھوکا رہ جائے،انہوں نے کہا : تم آج کیا کروگے؟ اس نے کہا: میں ایسے ہی گذارا کرلوں گا ، عبداللہ نے کہا: یہ سخاوت اور ایثار کی حد ہے، یہ غلام تو مجھ سے زیادہ سخی ہے ، انہوں نے اس غلام اور باغ خرید کر لیا، غلام کو آزاد کر کے یہ باغ اس کو مرحمت کردیا۔

ایثار او راپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینا یہ ایسا عظیم الشان اور بابرکت عمل ہے اس کے ثمرات سے نہ صرف آدمی اپنی آخرت میں مستفید ہوتاہے، بلکہ خود دنیا میں ایثار نفس کی برکات و ثمرات نظر آنے شروع ہوجاتے ہیں ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ، کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ، میں بھوک کےمارے زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا او ربھوک کے سبب سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا، میں ایک دن اس راستہ پر بیٹھ گیا جہاں سے لوگ گزرتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت پوچھی اور میں نے صرف اس غرض سے پوچھا تھا کہ مجھ کو کھانا کھلادیں ، وہ گزر گئے اور انہوں نے نہیں کیا (یعنی نہیں کھلایا) پھر میرے پاس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے ، ان سے بھی کتاب اللہ کی آیت پوچھی، میں نے صرف اس غرض سے پوچھا تھا کہ مجھ کو کھانا کھلادیں ، وہ بھی گزرگئے، اورمجھ کو کھانا نہیں کھلایا ، پھر میرے پاس سے ابو القاسم ﷺ گزرے اور میرے دل میں (جو بات تھی اسے میرے چہرے سے آپ نے پہچان لیا) پھر فرمایا اے ابو ہریرہ(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں نے کہا : لبیک یا رسول اللہ ﷺ ! آپ نے فرمایا : ساتھ چلو، اور آپ آگے بڑھے، میں بھی آپ کے پیچھے ہولیا، آپ گھر میں داخل ہوئے ، میں نے بھی داخل ہونے کی اجازت چاہی، مجھے بھی اجازت ملی ، جب آپ اندر تشریف لے گئے تو آپ نےایک پیالہ میں دودھ دیکھا تو دریافت فرمایا : یہ کہاں سے آیا ہے، لوگوں نے بتایاکہ فلاں مرد یا فلاں عورت نے آپ کو ہدیہ بھیجا ہے، آپ نے فرمایا: اے ابوہریرہ ! میں نے عرض کیا ، لبیک یا رسول اللہ ﷺ ، آپ نے فرمایا : اہل صفہ کے پاس جاؤ او رانہیں میرے پاس بلالاؤ ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے ، وہ کسی گھر میں اور نہ کسی مال اور نہ کسی آدمی کے پاس جاتے تھے (رہنے اور کھانے کا کوئی وسیلہ نہیں تھا) جب آنحضرت ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو آپ ان کے پاس بھیج دیتے ، اور آپ اس میں سے کچھ بھی نہ لیتے ، اور جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تو آپ ان پاس بھی بھیجتے اور آپ بھی لیتے اور ان کو اس میں شریک کرتے ۔

مجھے برا معلوم ہوا اوراپنے جی میں کہا کہ اتنادودھ اہل صفہ کو کس طرح کافی ہوگا میں اس کا زیادہ مستحق ہوں کہ اسے پیوں ، تاکہ سیری حاصل ہو، جب اہل صفہ آئیں گے تو یہ دودھ انہیں دے دوں گا، اورمیرے لئے کچھ بھی نہیں بچے گا، لیکن اللہ اور اس کے رسول کا حکم ماننے کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہیں تھا، چنانچہ میں اصحاب صفہ کے پاس آیا۔ اور ان کو بلالایا، ان لوگوں نے اجازت چاہی جب اجازت ملی تو اندر آکر اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے آپ نےفرمایا : اے ابوہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ ، آپ نے فرمایا : لو اور ان لوگوں میں تقسیم کردو، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے پیالہ لیا ، ایک شخص کو دیا جب وہ سیر ہوکر پی چکا تو اس نے پیالہ مجھے دے دیا میں

نے وہ پیالہ دوسرے کودیا اس نے بھی خوب سیر ہوکر پیا، پھر پیالہ مجھے دے دیا اس طرح سب پی چکے تو نبی ﷺ کی باری آگئی تمام لوگ پی چکے تھے۔ آپ نے پیالہ لیا اور اپنے ہاتھ میں رکھا، میری طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ ، آپ نے فرمایا : اب میں اور تم باقی رہ گئے میں نے کہا ، آپ نے سچ فرمایا یارسول اللہ! آپ نے فرمایا : بیٹھ اور پی، میں بیٹھ گیا اور پینے لگا، آپ فرماتے جاتے اور پی اور پی ، یہاں کہ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب گنجائش نہیں، آپ نے فرمایا پیالہ مجھے دکھا میں نے وہ پیالہ آپ کو

زینبؓ پر نیزہ اس شدت سے مارا کہ وہ کجاوے سے گرگئیں، جس کی وجہ سے آپؓ کا حمل بھی ساقط ہوگیا اور اسی حادثے ہی کی وجہ سے آپؓ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ جب مشفق والد مکرم محسنِ امتؐ تک یہ اندوہ ناک خبر پہنچی تو آپ انتہائی رنجیدہ ہوئے۔ اس کے بعد جب بھی حضرت زینبؓ کی یاد آتی، آپؐ کا رخِ انور سرخ ہوجاتا۔ لیکن جب قاتلِ زینبؓ ہبار بن اسود نے اسلام قبول کرلیا اور آپؐ سے معافی مانگی تو آپؐ نے فراخ دلی سے اسے معاف فرما دیا۔ اپنے جذبات اور نفس کی اس سے اعلیٰ قربانی کی مثال اور کہاں مل سکتی ہے۔

ایثار اللہ کی رضا جوئی کا ذریعہ ، جنت کے داخلہ اور

فلاح حاصل ہوگی۔ ایثار ایک اسلامی معاشرے کی ضرورت ، قوت اور اس کی کفالت کا بہت بڑا ذریعہ اور قوت و طاقت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایثار و قربانی کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔

دے دیا۔ آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور بسم اللہ کہہ کر بچے ہوئے دودھ کو پی گئے۔

(بخاری کتاب الرقاق کیف کان عیش النبی ﷺ حدیث 6087)

ایثار کرنے والا شخص دنیا اور اس کے مال و دولت کو حقیر سمجھنے لگتا ہے ، آخرت کی طلب اور اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہر رضا کو ٹھکرا دیتا ہے، اور ایثار یہ کمال ایمانی کی علامت اور اس کا ثمرہ ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا : '' تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔''

(بخاری کتاب الایمان باب من الایمان أن یحب لأ خیہ ما یحب لنفسہ، حدیث:13)

اس مضمون کے آغاز میں درج ایثار و قربانی کے معنوں کو ایک بار پڑھیں اور پھر رسولِ کریم ﷺ کی سیرۃ کا مندرجہ ذیل واقع پڑھیں جو بظاہر تو روزِ اول سے عفو ودر گز کی عظیم ترین مثالوں میں سے ایک ہے لیکن یہ ایثار اور قربانی کی بھی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے۔

رسولِ کریمؐ کی نورِ نظر، راحتِ قلب و جگر حضرت زینبؓ اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ کی طرف ہجرت فرما رہی تھیں۔ راستے میں ہبار بن اسود نے حضرت

دوزخ سے نجات کا پروانہ ہے، اس سے دل میں اللہ کی محبت جاگزیں ہوتی ہے، اللہ عزوجل نے ایثار کرنے والوں کی تعریف و توصیف فرمائی اور ان کو کامیاب و کامراں اور فلاح یاب بتلایا ۔ معاشرے میں ایثار کا وجود معاشرے کی اقتصادی اورمعاشی توازن کو برقرار رکھتاہے ، ایک کا کھانا دو کے لئے اور دو کا تین کے لئے اور تین کا چار کے لئے کافی ہوجاتاہے، ایک گھر جو آسودہ ہوکر کھاتا ہے ، ایثار کے نتیجے میں کئی ایک گھروں کا وہ مادی وملجا بن سکتا ہے، ایثار کا معاشرہ اور سماج میں وجود ہی یہ معاشرہ کی صحت اور سلامتی کی علامت ،آپس میں محبت و الفتِ کا باعث ہے، اس سے ایک طاقتور اور خود مکفی معاشرہ وجود میں آتا ہے ، ایثار کا سب سے اعلیٰ فائدہ یہ ہے کہ ایثار کرنے والا نبی کریم ﷺ کی اقتداء اور پیروی کرنے والا بن جاتاہے۔

ایسا نہیں کہ ایثار کا وجود کا ایک فرد میں ہونا اور دوسرے فرد میں نہ ہونا یہ کافی ہے، بلکہ ایثار یہ اجتماعی ضرورت ہے، یہ اسلامی فریضہ ہے،ہمارے بچوں کی تربیت ایثار نفس کے ساتھ ہو، ایثار یہ خود جود و سخا کی اعلیٰ منزل ہے ، دوسرے پر ایثار کرنا، اپنی ضروریات پر دوسروں کو ترجیح دینا ایک قلب زکی اور طاہر کا ہی کام ہے، اس کو روز قیامت صلاح اور

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

(پروفیسر کرامت راجؔ - ملٹن ایسٹ)

پاک محمدؐ نام ہے جس کا اُس کی نگری چلتے ہیں
کہتے ہیں کہ اُس نگری میں بگڑے کام سنورتے ہیں

دِل نے کہا چل چلتے ہیں اورعرض وہاں یہ کرتے ہیں
سُنتے ہیں کہ اِس نگری میں چاک گریباں سِلتے ہیں

تاروں میں جو کہکشاں ہے ریگِ عرب کا پرتو ہے
آجا کہ یہ ریت کے ذرے پلکوں سے چُن لیتے ہیں

من کا بھنورا اُڑتے اُڑتے پہنچا ایسی بستی میں
پھول جہاں پہ ارمانوں کے قریہ قریہ کِھلتے ہیں

جس کے دِل میں پیار نہیں ہے وہ مورکھ انسان نہیں
اُس دِل کی کچھ بات نرالی جس میں آقا ﷺ بستے ہیں

جن گلیوں میں گھومے آقا ﷺ رُت وہاں مستانی ہے
بھینی بھینی خوشبوؤں سے مہکے مہکے رستے ہیں